زیادہ گمان سے بچتے رہو

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلىٰ سَيّد الأَنبياءِ وَالمرسَلينَ وعَلىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإِحْسَانٍ إِلىٰ يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوْذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

حضور پرنُور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللَّهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أَجمعِيْن.

بدگمانی کا مفہوم اور اس کا حکم

عزیزانِ محترم! ظن کے معنیٰ گمان کرنے کے ہیں، اس کی دو۲ قسمیں ہیں: حسنِ ظن یعنی اچھا گمان، اچھی سوچ رکھنا، دوسری قسم سُوئے ظن یعنی بدگمانی، غلط سوچ رکھنا۔ اچھا بُرا گمان کبھی اپنے متعلق، کبھی دوسروں سے متعلق اور کبھی اللہ تعالیٰ سے متعلق ہوتا ہے، بدگمانی دین کی خرابی کا بھی باعث ہے، بدگمانی میں گرفتار شخص شیطان کے دامِ فریب میں گرفتار ہوجاتا ہے، حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے، دوسروں کو

حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے، اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر سمجھتا ہے، اور ان کی غیبت میں مبتلاء ہوتا ہے، الغرض بدگمانی سے بداعتمادی کی فضا پیدا ہوتی ہے، نفرتیں پھیلتی ہیں، برائیوں میں اضافہ ہوتا ہے، گمراہیاں جنم لیتی ہیں، اور اجتماعی زندگی متأثر ہوتی ہے، بدگمانی سے بچنا اہلِ ایمان وصالحین کی فطرت ہے، حسنِ ظن اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے قول وفعل میں اچھا پہلو مراد لینا، اور اچھا گمان کرنا حُسنِ ظن کہلاتا ہے، خالقِ کائنات جل جلالہ اہلِ ایمان کو بدگمانی سے روکتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيراً مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾(١)

"اے ایمان والو! بہت گمان سے بچو، یقیناً کوئی گمان گناہ بھی ہوتا ہے"۔ یعنی لوگوں کے قول وفعل سے متعلق بہت زیادہ گمان واندازے لگانے، اور وَہم کی بنیاد پر رائے قائم کرنے کی عادت سے بچتے رہو؛ کہ یہ گناہ اور مُعاشرے میں فساد کا سبب ہے، جبکہ اس سے بچنا اخوت وبھائی چارے کو فروغ دینا ہے، اس آیتِ مبارکہ کے تحت مفسرینِ کرام فرماتے ہیں: "مسلمان بھائی پر بدگمانیاں نہ کیا کرو، اس کے کام یا کلام میں اچھا پہلو نکل سکتا ہو تو اسے خواہ مخواہ بُرے پہلو پر محمول مت کرو۔ جبکہ بعض گمان فرض بھی ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا، کہ وہ اپنے فضل سے مجھ گناہ گار کو بخش

---

(١) پ٢٦، الحجرات: ١٢.

دے گا، اسی طرح بعض گمان مستحب ہیں، جیسے مسلمان بھائی سے اچھا گمان رکھنا، اور بعض گمان حرام بھی ہیں، جیسے رب تعالیٰ پر بدگمانی کہ وہ مجھے ہرگز نہیں بخشے گا، یا مسلمان پر بلاوجہ بدگمانی کرنا"[1]۔

ایک اَور مقام پر ارشادِ خداوندی ہے: ﴿وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنّاً إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئاً﴾[2] "اور ان میں اکثر تو نہیں چلتے مگر گمان پر، یقیناً گمان حق کا کچھ کام نہیں دیتا"۔ بدگمانی گمراہی کا بھی سبب ہے، کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کے وہ دوسرے مسلمان سے متعلق بدگمانی رکھے، جہاں تک ممکن ہو دوسرے کے افعال وگفتار کو صحیح سمجھے، کبھی بھی انہیں برائی پر محمول نہ کرے، جب بھی کسی کا کوئی عمل دیکھے یا کوئی بات سنے، جہاں تک ممکن ہو اُس کی صحیح توجیہ کرے، اپنے خیال کی تکذیب کرتا رہے، یہاں تک کہ حسنِ ظن کی عادت بن جائے، اور بدگمانی کی فکر ختم ہو جائے، ہاں اگر حسنِ ظن، عزّت وآبرو کے جانے، مال ومتاع کے تلف ہونے یا دین کی خرابی کا باعث بنے تو پھر اس سے اجتناب ضروری ہے۔

---

(۲) "تفسیر نور العرفان" ص ۸۲۴، ۸۲۵، بتصرف۔

(۲) پ۱۱، یونس: ۳٦.

برادرانِ اسلام! بدگمانی اللہ تعالیٰ سے بھی ہوتی ہے، لوگوں سے بھی اور اپنے آپ سے بھی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اور لوگوں سے بدگمانی گناہ ہے، جس کی اسلام نے سرزنش ومذمّت کی ہے، جبکہ اپنے آپ سے بدگمانی مایوسی ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «حُسْنُ الظَّن مِن حُسْنِ العِبادَة»[1] "اچھا گمان رکھنا عبادت ہے"۔

بدگمانی کے اَسباب

عزیز ساتھیو! دوسروں کے کردار وگفتار سے متعلق غلط اَفکار وخیالات رکھنا، اور اپنی سوچ کو عملی جامہ پہنا کر اسے حقیقت پر مبنی سمجھنا بدگمانی ہے، اسی طرح جب کسی سے دشمنی یا مخالفت ہو تو انسان بدگمانی پر اُتر آتا ہے، بدگمانی وتہمت کے اسباب میں سے جہالت، تنگ نظری، منفی سوچ، یعنی کسی بات کے منفی پہلو کو مثبت پر ترجیح دینا، غلط فہمی، اس کے علاوہ دشمنی، مخالفت، لالچ وخود غرضی، غم وپریشانی، فقر وفاقہ، بیماری، باطن کی کمزوری، اَخلاقیات سے عاری ہونا وغیرہ اَوصاف ہیں، اس کے ساتھ ساتھ ہمیں تہمت وبدگمانی والی جگہوں سے، بُرے وشر پسند اَفراد کی ہمنشینی ودوستی

---

(۱)"سنن ابي داود" كتاب الأدب، بَابُ في حُسن الظن، ر: ٤٩٩٣، صـ٧٠٣.

سے، دوسروں کے سامنے سرگوشی کرنے، الغرض جو قول وفعل وغیرہ دوسرے کے لیے بدگمانی کا سبب بن سکتے ہوں، اُن سے اجتناب کرنا لازم وضروری ہے۔

عزیزانِ گرامی! یہ دنیا آزمائش کی جگہ ہے، اللہ کریم کبھی دَولت دے کر آزماتا ہے؛ کہ یہ غریبوں کی مدد، زکاۃ وحج وغیرہ دیگر فرائض وواجبات کی ادائیگی کرتا ہے یا نہیں! اور کبھی غربت، بیماری اور اولاد نہ دے کر آزماتا ہے کہ یہ باوجود غربت، بیماری، بے اولادی وغیرہ کے میرا شکر بجالاتا ہے یا نہیں! بندۂ مؤمن کو چاہیے کہ بدگمانی سے بچ کر حسنِ ظن اور صبر وشکر کا دامن تھامے رکھے، عنقریب اللہ تعالی اسے خوشحال کر دے گا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْراً * إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْراً﴾(۱) "یقیناً دُشواری کے ساتھ آسانی ہے، یقیناً دُشواری کے بعد آسانی ہے"، ہر پریشانی، مصیبت، بیماری، تکلیف وغیرہ کے بعد آسانی ہے، ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھنا مؤمن کی شان ہے، حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو وصالِ ظاہری سے تین ۳ روز قبل فرماتے سنا: «لَا يَمُوْتُ

(۱) پ ۳۰، الم نشرح: ۵، ٦.

أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِالله»[1] "تم میں سے کوئی نہ مرے مگر اس حالت میں کہ اللہ تعالی سے نیک گمان رکھتا ہو!"۔

بدگمانی کے بُرے اثرات

برادرانِ اسلام! بدگمانی بُرے اَخلاق میں سے ہے، بدترین گناہ ہے، باہمی تعلقات کی خرابی اور شر وپریشانی کا باعث ہے، بدگمانی کے انفرادی واجتماعی بُرے ہی اثرات ہوتے ہیں، جو نقصانات کا سبب بنتے ہیں، بدگمانی سے اللہ ورسول کے حکم کی مخالفت لازم آتی ہے، بدگمانی اعمال کی بربادی، گناہوں اور منفی ردِ عمل کا سبب بنتی ہے، باہمی اعتماد و بھروسہ کمزور پڑجاتا ہے، محبت نفرت میں اور قربت دُوری میں بدل جاتی ہے، بے اعتقادی جڑ پکڑتی ہے، بدگمانی باہمی روابط واُمور کو خراب کرتی ہے، شُرور پر اُبھارتی ہے، دوستی ختم کرواتی ہے، اس سے باہمی محبت واُنسیت کی رُوح مرجاتی ہے، اخوت وبھائی چارگی کا جذبہ ختم ہوجاتا ہے، اس طرح گھر، خاندان، مُعاشرے وسماج میں بے راہ رَوی کا دَور دَورہ ہوتا ہے، امن وسکون، اعتماد و بھروسہ ختم ہوجاتا ہے، بدگمان شخص دوسرے کو عیبی ومجرِم سمجھتا ہے، لوگوں سے دُور بھاگتا ہے، بداعمالیوں میں

---

(١) "سنن ابي داود" كتاب الجنائز، ر: ٣١١٣، صـ٤٥٦.

گھرا رہتا ہے، الغرض بدگمانی باہمی نفرتوں، رنجشوں، انتشار، لڑائی جھگڑے اور قتل وغارتگری کا بھی سبب بنتی ہے۔

جبکہ حسنِ ظن ایمان کی بنیاد ہے، اس سے اللہ ورسول اور لوگوں کی محبت بڑھتی ہے، عبادت پر دلجمعی نصیب ہوتی ہے، تَوبہ کی توفیق ملتی ہے، آسانیاں پیدا ہوتی ہیں، وَہم وگمان پر بنیاد رکھنے والوں سے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ﴾(1) "وہ تونرے گمان اور نفس کی خواہشوں کے پیچھے ہیں"۔ دینِ اسلام ہمیں فکر وسوچ کے تمام مراحل، اجتماعی وباہمی تعلقات وروابط میں خیر خواہی وبھلائی اور نیک نیّتی کی دعوت دیتا ہے، لہٰذا دوسرے کے لیے دل میں خیر خواہی، نصیحت، دوستی کا جذبہ ہونا چاہیے، اور بدگمانی بدنیّتی سے بچتے رہنا چاہیے۔

بدگمانی کا علاج

عزیز ساتھیو! ایسی منفی رائے، یا اندازہ قائم کرنا جس سے اخوّت وبھائی چارہ پر اثر پڑے وہ بدگمانی ہے، ہر گمان حرام وگناہ نہیں، صرف وہی گمان گناہ ہے جو شرعًا ممنوع ہے، ہم میں سے ہر ایک کو بدگمانی سے بچنے کی کوشش کرنی ہے، جب دل میں کسی کے لیے بُرا خیال آئے تو قرآن وحدیث میں بیان ہونے والی وعیدوں اور اس کے

---

(1) پ27، النجم: 23.

نقصانات پر غور کریں، اُس شخص کی اچھائیاں اپنے سامنے لائیں، کہ دیکھو وہ فُلاں فُلاں اچھے کام بھی توکرتا ہے، اور بدگمانی کو ختم کرنے کے لیے بذاتِ خود اس شخص سے پوچھ لینا چاہیے، دوسرے سے متعلق زیادہ سوچنے اور بلاوجہ رائے قائم کرنے سے گریز کریں، اپنی منفی سوچوں پر قابو رکھیں، بدگمانی دُور کرنے کی کوشش کریں، غلطی پر دوسروں کو مُعاف کرنے کی کوشش کریں، دوسروں کو اپنے سے اچھا سمجھیں، اس طرح بدگمانی کا قلع قمع ہو جائے گا، حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «احْتَرِسُوْا مِنَ النَّاسِ بِسُوءِ الظَّنِّ»(۱) "لوگوں سے بدگمانی مت کرو"۔ بدگمانی درحقیقت جھوٹ پر مبنی ایک خیالی پلاؤ ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ؛ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ، وَلاَ تَجَسَّسُوْا، وَلاَ تَحَسَّسُوْا، وَلاَ تَبَاغَضُوْا، وَكُوْنُوْا إِخْوَانًا»(۲) "گمان سے بچو کہ گمان سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے، کسی کی جاسوسی مت کرو، کسی کی ٹوہ میں نہ رہو، ایک دوسرے سے بُغض مت رکھو، آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو"، یعنی کسی کے لیے بُرا خیال دل میں نہ

---

(۱) "المعجم الاوسط" بابُ ألف، من اسمه احمد، ر: ۵۹۸، ۱/ ۱۸۱.

(۲) "صحيح البخاري" كتاب النكاح، ر: ۵۱٤۲، صـ۹۲۰.

جماؤ، اور جاسوسی سے بھی روکا گیا ہے؛ کیونکہ جب بدگمانی جڑ پکڑ لیتی ہے تو پھر بندہ دوسروں کی ٹوہ اور جاسوسی میں لگ جاتا ہے، بدگمانی سے بچنے کے لیے اپنی اصلاح کرے؛ کیونکہ بدفطرت انسان بدگمان ہوتا ہے، مسلمان کے کام کو صحیح جاننا، جلد بازی سے پرہیز کرنا، اسی طرح کسی سے ملتے وقت اس کے نیک ہونے کا گمان رکھنا، نیک گمان کے سبب باہمی توہّمات سے بچاؤ ہوتا ہے، نفرتیں ختم ہوتی ہیں اور اخوّت وبھائی چارہ فروغ پاتا ہے۔

اے اللہ! ہمیں بدگمانی سے محفوظ ومامون فرما کر پاکیزہ سوچ، باہمی اتفاق واتحاد کی توفیق عطا فرما، اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے اِرشادات پر عمل کرتے ہوئے قرآن وسُنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دو عالَم ﷺ اور صحابۂ کِرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی محبّت اور اِخلاص سے بھرپور اِطاعت کی توفیق عطا فرما، ہم پر اپنی نعمتوں کی فراوانی اور اِن میں دَوام عطا فرما، اِن کی حفاظت وشکر کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بنا، اے اللہ! متّحدہ عرب اِمارات کے بانی شیخ زاید اور دیگر حکّام کی مغفرت اور اُن پر اپنی رَحمت فرما، شیخ

خلیفہ اور دیگر حکّامِ اِمارات کی حفاظت فرما، اِن سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه سيّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيننا محمّدٍ وّعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.